حضرت یوسف علیہ السلام کے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا
کیساتھ عقد نکاح کی

شیخ الحدیث حضرت علامہ
محمد اشرف سیالوی مدظلہ

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام بنگلہ نمبر 9 یونیورسٹی روڈ سرگودھا

حضرت یوسف علیہ السلام کے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا
کیساتھ عقد نکاح کی

شیخ الحدیث حضرت علامہ
محمد اشرف سیالوی مدظلہ

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام بنگلہ نمبر 9 یونیورسٹی روڈ سرگودھا

نام کتاب	:	حضرت یوسف علیہ السلام کے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کیساتھ عقد نکاح کی تحقیق
مصنف	:	شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ
کمپوزنگ	:	اظہر عباس شمس سیالوی
سال اشاعت	:	2011ء
تعداد	:	1100
ناشر	:	جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام بنگلہ نمبر 9 یونیورسٹی روڈ سرگودھا
قیمت	:	

ملنے کے پتے

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام بنگلہ نمبر 9 یونیورسٹی روڈ سرگودھا 048-3724695

مجاہد مووی زور یام والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ 0301-6565479

جامعہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا للبنات احمد موہانہ شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ

0302-6797810,0333-6801508

الشمس لائبریری موضع بھوچرا تحصیل و ضلع جھنگ 0345-7867732

alshams7867@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کی بیوی سے نکاح قرآن پاک سے ثابت نہیں ہے نہ ہی کسی حدیث سے اس کا کوئی ثبوت ملا ہے اور نہ ہی عزیز مصر کی بیوی اس قابل ہے کہ اسے حضرت یوسف علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی بیوی مانا جائے۔

اس عورت کیلئے قرآن میں ارشاد ہے: امرءۃ العزیز عزیز کی بیوی

اس کے علاوہ سورۃ نور آیت ۳ میں ارشاد ربانی ہے: صرف زانی مرد ہی زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے اور زانی عورت ہی زانی مرد یا مشرک سے نکاح کرتی ہے اور یہ حرام ہے مومن پر۔ ان آیات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ ایک خراب کردار کی عورت سے تو کسی عام مسلمان کو بھی نکاح نہ کرنا چاہیے چہ جائیکہ کہ ایک نبی کو ایسی عورت کا خاوند بنایا جائے۔ العیاذ باللہ

مولوی محمد طیب خطیب جامع مسجد چک 484 ج۔ب

۹ مئی ۲۰۱۱ء بروز پیر 0345-2082608

☆......☆

الجواب وھوالموفق للصدق والصواب

قرآن مجید سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ ہے زلیخا کا صرف ارادہ کرنا اس فعل کا اور ظاہر ہے کہ ارادہ زنا کا زنا نہیں کہلا سکتا۔ عرف عام اور شریعت مطہرہ میں زنا کا معنیٰ یہ ہے کہ مرد عورت کے فرج اور شرمگاہ میں اپنی شرمگاہ کو داخل کرے جبکہ اس کی منکوحہ بھی نہ ہو اور لونڈی بھی نہ ہو۔ محض بوس وکنار یا معانقہ وغیرہ زنا نہیں کہلاتا نیز اگر جبر واکراہ کیساتھ کوئی مرد عورت کیساتھ یا عورت مرد کیساتھ اس طرح کا فعل کرے اور مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو ایسی صورت میں جبر و اکراہ کا مرتکب زانی زانیہ کہلائیں گے مجبور اور مکرہ کو زانی اور زانیہ نہیں کہا جائیگا اور نہ شرعی حد اس پر لاگو ہوگی لہٰذا صورت مسئولہ میں زلیخا کا زانیہ ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا ان کو زانیہ کہنا سراسر ظلم اور تعدی ہے۔ نیز دوسرے کسی شخص سے اس کا ارادہ فعل بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے تو زانیہ تو تب ہوگی جب حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے اس کیساتھ مباشرت تسلیم کی جائے کیونکہ زنا مرد اور عورت دونوں کا فعل ہے صرف اکیلی عورت یا اکیلا مرد زنا کیسے کرسکتا ہے تو اس مفتی صاحب نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اس برائی کا مرتکب مان لیا نعوذ باللہ من ذالک جو کہ نصوص قرآنیہ کی رو سے باطل ہے۔

زانی مرد اور زانیہ عورت کی حر اور آزاد ہونے کی صورت میں سزا سو سو کوڑے ہیں کنوارے ہونے کی صورت میں اور رجم اور سنگساری ہے شادی شدہ

ہونے کی صورت میں تو کیا اس مفتی صاحب کے نزدیک زلیخا پر رجم اور سنگساری کی سزا محض اس ارادہ گناہ پر لگ سکتی ہے؟ جب نہیں تو پھر اس کو زانیہ قرار دینے کا کیا جواز ہے؟ علاوہ ازیں کیا ہماری شریعت والے احکام اس دور میں نافذ تھے تاکہ اس آیت کریمہ الزانیہ لا ینکحہا الا زان سے استدلال کیا جائے اور اس نکاح کو حرام ٹھہرایا جائے۔ چور کی سزا ہماری شریعت میں ہاتھ کاٹ دینا ہے جبکہ اس دور میں چور کو ان کا غلام اور مملوک بنا دیا جاتا تھا اور اسی تدبیر سے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا تو اس شریعت کو حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کے دور میں لاگو کرنے کا کیا تک بنتا ہے؟

نیز اگر کوئی مشرک اور کافر چور اور زناکاران امور سے توبہ کر لیں تو پھر بھی ان کو کافر و مشرک اور چور اور زانی کے الفاظ سے از روئے شرع یاد کیا جا سکتا ہے؟ قطعاً نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے التائب من الذنب کما لا ذنب لہ اور جو حضرات اس نکاح کے قائل ہیں وہ زلیخا کے مومن ہونے اور اس غلطی اور کوتاہی سے تائب ہونے کے بعد نکاح کے قائل ہیں نہ کہ کفر اور اس کوتاہی اور غلطی پر قائم ہوتے ہوئے۔ نیز قرآن مجید نے اس کو امرءۃ العزیز کہا ہے تو اس سے اس کا ہمیشہ کیلئے عزیز مصر کی بیوی رہنا کیسے ثابت ہو گیا؟ اگر امرءۃ العزیز کا لفظ زلیخا کے بچپن سے عزیز کی بیوی ہونے کو مستلزم نہیں ہے تو تادم مرگ بیوی رہنے کو کیسے مستلزم ہوگا؟ کیا اس زمانے میں کسی مرد کے مر جانے کے بعد اس کی بیوہ کیلئے دوسری جگہ نکاح کرنا حرام تھا؟ جبکہ نکاح کے قائل حضرات کا یہی موقف ہے کہ عزیز مصر کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا نہ کہ اس کی بیوی ہونے کی حالت میں العیاذ

استدلال سراسر لغو اور باطل ہے۔

نیز اگر قرآن اور صحیح حدیث سے ان کا باہم نکاح ثابت نہیں تو کیا اس نکاح کا انکار اور اس کی نفی کتاب وسنت سے ثابت ہے؟ جب نہیں اور قطعاً نہیں تو پھر انکار پر اصرار کا کیا جواز ہے جبکہ مفسرین کرام اور ارباب سیر وتواریخ اس نکاح کے قائل بھی ہیں اور اس نکاح کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے اور ایک بیٹی کے متولد ہونے کے بھی قائل ہیں۔ تفسیر جلالین جو درسی کتاب ہے اور درس نظامی کے طلباء سبقاً پڑھتے ہیں اس میں اس نکاح کی تصریح اور اولاد پیدا ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، معالم التنزیل، تفسیر مظہری، تفسیر صاوی وغیرہ میں بھی یہ تصریح کر دی گئی ہے۔ کیا ان اکابرین علماء کو زلیخا کا کردار معلوم نہ ہو سکا تھا یا امرءۃ العزیز کا معنیٰ ومفہوم ان کو معلوم نہ ہو سکا؟

الغرض مولوی صاحب موصوف نے حضرت زلیخا کو بلا جواز زانیہ کہا اور پیغمبر خدا کی بیوی کی توہین کی ہے اور اس سبب سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بھی توہین کی ہے اور ان کی اولاد کی بھی توہین کی ہے۔ وہ بذات خود حد قذف یعنی اسی کوڑے لگائے جانے کا حقدار ہے۔ اس کو امام بنانا تو دور کی بات ہے کسی معاملہ میں گواہ بنانا بھی جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید کا فیصلہ ہے جو کسی کو زانی یا زانیہ کہے وہ عین موقعہ کے چار گواہ پیش کرے جو ان کو اس حالت مباشرت اور حالت دخول میں دیکھیں ورنہ وہ کاذب اور جھوٹا ہے فاولئک عنداللہ ھم الکاذبون اور جو اس طرح کی تہمت لگائے اس کی سزا یہ ہے فاجلدوھم ثمانین جلدۃ کہ اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں اور فرمایا ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا کبھی بھی ایسے لوگوں کی گواہی قبول

مت کرو۔ لہٰذا اس مولوی کی نہ شہادت جائز اور نہ امامت جائز۔ اس پر تجدید ایمان اور توبہ صادقہ لازم اور تجدید نکاح بھی لازم اور ضروری ہے۔ ھٰذا ما عندی و اللہ ورسولہ اعلم

حررہ العبد الاحقر

ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ

☆......☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اعلام و مقتدایان انام اس مسئلہ کے بارے میں!

کہ آیا سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا کیساتھ ہوا تھا یا نہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایک فاحشہ اور زانیہ عورت تھی اس کا نبی کی زوجہ ہونا از روئے عقل باطل ہے اور نہ ہی از روئے نقل ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن نے اسے امرءۃ العزیز یعنی عزیز مصر کی بیوی سے تعبیر کیا ہے۔

الجواب وھو الموفق للصدق والصواب

علمائے اعلام اور مقتدایان انام کی تصریحات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے ثابت ہے ان کے دو صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کا ان سے متولد ہونا بھی ثابت ہے۔

1۔ تفسیر ابن جریر طبری المسمیٰ جامع البیان جس کے متعلق امام جلال الدین السیوطی

علیہ الرحمہ نے فرمایا کتابہ اجل التفاسیر و اعظمھا اورامام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا اجمعت الامۃ علیٰ انہ لم یصنف مثل التفسیر الطبری اورابوحامد اسفرائینی نے فرمایا لو سافر رجل الیٰ الصین حتیٰ یحصل لہ تفسیر ابن جریر لم یکن ذالک کثیرا ۔خلاصہ مفہوم تینوں اقوال کا یہ ہے کہ ابوجعفرمحمد بن جریرالطبری کی کتاب تفسیروں میں بہت اجل اور عظیم تر تفسیر ہے امت کا اس پر اجماع ہے کہ تفسیر طبری کی مثل کوئی تفسیر تصنیف نہیں ہوئی اور اگر کوئی شخص چین تک کا سفر اختیار کرے اس تفسیر کے حاصل کرنے کیلئے تو یہ کوئی زیادہ محنت ومشقت نہیں ہے (اس نعمت کے حصول کے مقابلہ میں)۔

الغرض اس قدر معتبر، جلیل القدر اور عظیم المرتبت تفسیر میں قول باری تعالی کذالک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأمنھا حیث یشاء کے تحت نقل فرمایا کہ شاہ مصر ریان نے قطفیر کو معزول کرنے کے بعد اس کے اختیارات حضرت یوسف علیہ السلام کو سونپ دیئے۔

قال ھذکرلی واللہ اعلم ان اطفیر ھلک فی تلک اللیالی وان الملک الریان بن الولید زوج یوسف امرءۃ اطفیر راعیل وانھا حین دخلت علیہ قال الیس ھذا خیرا مما کنت تریدین قال فیزعمون انھا قالت ایھاالصدیق لا تلمنی فانی کنت امرءۃ کما تری حسنا و جمالا ناعمۃ فی ملک و دنیا وکان صاحبی لایاتی النساء کنت کما جعلک اللہ فی حسنک و ھیئتک فغلبتنی نفسی علیٰ مارأیت فیزعمون انہ وجدھا عذراء فاصابھا فولدت لہ رجلین افرائیم بن

یوسف و میثا بن یوسف۔ج ۸ص ۵

فرماتے ہیں میرے سامنے ذکر کیا گیا ہے واللہ اعلم کہ عزیز مصر اطفیر (معزولی کے بعد) چند ایام میں ہلاک ہو گیا اور شاہ مصر ریان بن الولید نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کی بیوہ راعیل کا نکاح کر کے ان کی زوجیت میں دیدیا اور جب حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئیں تو انہوں نے فرمایا کیا یہ صورت حال اس سے بہتر نہیں ہے جس کا تو ارادہ رکھتی تھی۔ ابن جریر نے فرمایا ارباب سیر اور اصحاب تاریخ یہ زعم اور گمان رکھتے ہیں کہ انہوں نے جوابی طور پر عرض کیا اے سچے اور سراپا اخلاص (نبی اور محبوب) مجھے ملامت مت کیجئے کیونکہ میں حسن و جمال میں جیسے آپ دیکھتے ہو یکتائے روزگار تھی، ناز و نعمت والی تھی، ملک و سلطنت اور دولت و امارت کے لحاظ سے اور میرا (سابق) خاوند اور رفیق حیات عورتوں کے پاس آتا ہی نہیں تھا (اور نہ مباشرت کے قابل تھا) اور آپ تھے اپنے حسن و جمال اور شکل وصورت میں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنایا اپنی مثال آپ تو مجھ پر میرا نفس غالب آ گیا جیسے کہ تم نے دیکھا۔ ارباب سیر اور اصحاب تاریخ یہ زعم رکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو باکرہ اور کنواری پایا پس ان سے ازدواجی تعلق قائم فرمایا تو اس نے آپ کیلئے دو بیٹوں افرائیم اور میثا کو جنم دیا۔

فائدہ: اتنے عظیم مفسر جو کہ مختلف اقوال میں تطبیق و توافق اور بعض کی بعض پر ترجیح اور استنباط میں منفرد شان کے مالک ہیں انہوں نے اس عقد تزویج کو نہ از روئے نقل باطل اور ناقابل اعتبار ٹھہرایا اور نہ از روئے عقل تو آج کل کے نیم ملاؤں میں یہ

جرأت کیونکر پیدا ہوگئی ہے بلکہ بغیر کسی ردوقدح کے اور انکار وتردید کے اس صورتحال کو ذکر فرمایا ہے۔ نیز اگرچہ ارباب سیر اور اصحاب تواریخ کے اقوال نقل فرماتے ہوئے زعموا کا لفظ استعمال فرمایا لیکن اگر اس کو زعم فاسد سمجھتے تو بلا رد وانکار ذکر ہی کیوں فرماتے۔

2۔جلالین شریف داخل درس تفسیر ہے جو درس نظامی کے طلباء کو سبقاً پڑھائی جاتی ہے اس میں فرمایا گیا ہے؛

ان الملک توجه و ختمه وولاه مکان العزیز وعزله و مات بعد فزوجه امرء ته فوجده عذراء وولدت له ولدین۔

شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کی تاج پوشی کرائی اور ان کو مہر پیش کی اور عزیز مصر کی جگہ آپ کو امور سلطنت کا متولی بنایا اور عزیز کو معزول کردیا اور وہ (چند دن بعد) مرگیا تو اس کی بیوی زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کیساتھ عقد نکاح کردیا تو آپ نے اسے کنواری پایا اور اس نے آپ کیلئے دولڑکوں کو جنم دیا۔

3۔جلالین کے حاشیہ اور شرح تفسیر صاوی میں فرمایا؛

ثم هلک قطفیر عزیز مصر فی تلک اللیالی فزوج الملک یوسف امرءة العزیز بعد هلاکه فلما دخل یوسف علیها قال الیس هذا خیرا مما کنت تریدین قالت ایها الصدق لا تلمنی (الیٰ) ج ۲ ص ۲۱۱

معزولی کے چند دن بعد قطفیر عزیز مصر ہلاک ہوگیا تو شاہ مصر نے عزیز کی بیوہ کی شادی حضرت یوسف علیہ السلام سے کردی۔ جب آپ نے اس کے ساتھ خلوت فرمائی اور ازدواجی تعلق قائم کیا تو فرمایا کہ یہ صورت اس سے بہتر نہیں جس کا تو

قبل ازیں ارادہ رکھتی تھی تو اس نے عرض کیا اے صدیق، پیارے نبی مجھے اس معاملہ میں ملامت نہ فرمایئے الی آخر القصہ تو آپ نے اس کو کنواری پایا اور اس سے آپ کے دو بیٹے افرائیم اور میشا پیدا ہوئے اور ایک بیٹی رحمت جو حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ بنی اور میشا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے جدامجد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی بنے۔

4۔تفسیر مظہری میں قاضی ثناءاللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں؛

ولد یوسف من امرءۃ العزیز ثلاثۃ اولاد افرائیم و میشا (وکان من اولاد افرائیم یوشع بن نون صاحب موسیٰ علیہ السلام) ورحمت بنت یوسف امرءۃ ایوب المبتلی علیھم السلام۔ج۵ص۲۰۴

عزیز کی بیوہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی تین اولادیں ہوئیں افرائیم، میشا اور رحمت (جبکہ اسی افرائیم سے پیدا ہونیوالی اولاد میں سے حضرت یوشع بن نون صاحب موسیٰ علیہما السلام ہیں) اور رحمت حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ بنیں جس ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا (اور وہ کمال درجہ کے صابر ثابت ہوئے)۔

تنبیہ: پچھلے قول کے مطابق حضرت یوشع میشا کی اولاد ہیں اور اس قول کے مطابق افرائیم کی تو تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ ان میں ایک آپ کے دادے ہوں اور دوسرے نانے ہوں لہٰذا دونوں کی اولاد ہونا درست ہوجائیگا۔

5۔امام رازی علیہ الرحمہ نے تفسیر کبیر میں فرمایا؛

عزل الملک فطفیر زوج المرء ة المعلومة و مات بعد ذالک و زوجه الملک امر ء ته فلما دخل علیها قال الیس هذا خیرا مما طلبت فوجدها عذراء فولدت له ولدین افرائیم و میشا ۔ ج ۲ ص ۴۷۳

6۔ تفسیر در منثور میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے ذکر فرمایا؛

ا۔ عن ابن اسحاق ذکروا ان اطفیر هلک فی تلک اللیالی و ان الملک الریان زوج یوسف امرء ته راعیل فقال لها حین ادخلت علیه الیس هذا خیرا مما کنت تریدین۔

ب۔ ابوالشیخ کے حوالے سے ذکر فرمایا؛

قال تعرضت امرء ة العزیز لیوسف علیه السلام فی الطریق حین مر بها فقالت الحمد لله الذی جعل الملوک بمعصیته عبیدا و جعل العبید بطاعته ملوکا فعرفها فتزوجها فوجدها بکرا و کان صاحبها من قبل لا یاتی النساء۔

ج۔ حکیم ترمذی کے حوالے سے حضرت وہب بن منبہ سے نقل فرمایا کہ زلیخا کو کوئی حاجت پیش آئی اور وہ سوالیوں کے انداز میں یوسف علیہ السلام کے راستہ پر کھڑی ہو گئی جب وہ گذرنے لگے تو اس نے کہا؛

الحمد لله الذی جعل العبید ملوکا بطاعته ثم نظرت الی نفسها فقالت الحمد لله الذی جعل الملوک عبیدا بمعصیته فقضی

لها جميع حوائجها ثم تزوجها فوجدها بكرا فقال لها اليس هذا اجمل مما اردت قالت يا نبی الله انی ابتلیت فیک۔

د۔اخرج ابو الشیخ عن زید بن اسلم رضی الله عنه ان یوسف علیه السلام تزوج امرءۃ العزیز فوجدها بکرا و کان زوجها عنینا ۔ج ۴ ص ۲۵۔

خلاصہ مفہوم تمام مرویات کا یہی ہے کہ عزیز مصر کی وفات کے بعد شاہ مصر ریان نے اس کی بیوہ کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا اور آپ نے ان کو باکرہ پایا کیونکہ خاوند سابق نامرد تھا۔عزیز کی وفات اور حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کے درمیانے عرصہ میں اسے حاجات ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو سوالی کے انداز میں یوسف علیہ السلام سے عرض کیا اس خداوند تعالیٰ کی حمد ہے جس نے طاعت گذاری کی بدولت غلاموں کو بادشاہ بنا دیا اور اس خداوند تعالیٰ کی حمد ہے جس نے شاہوں کو معصیت کے سبب غلام (اور گداگر) بنادیا تو آپ نے اس کو پہچان لیا اور اس کے جملہ ضروریات پورے فرما دیئے اور بعد ازاں اپنی زوجیت کا شرف بھی بخش دیا اور فرمایا یہ بہتر صورت نہیں بہ نسبت اس کے جس کا تو ارادہ رکھتی تھی تو اس نے معذرت پیش کی۔

7۔ابن کثیر علیہ الرحمہ نے اپنی معروف زمانہ اور غایت درجہ معتبر تفسیر میں یوں ہی نقل فرمایا ہے:

قال فذكر لی والله اعلم ان اطفير هلک فی تلک الليالی وان الملک الريان بن الوليد زوج يوسف امرءة اطفير راعيل و انها

حين دخلت عليه قال لها اليس هذا خيرا مما كنت تريدين قال فيزعمون انها قالت ايها الصديق لاتلمني (الی) فاصابها فولدت له رجلين افرائيم بن يوسف و ميشا بن يوسف و ولد الافرائيم نون والد يوشع بن نون و رحمت امرءة ايوب عليه السلام ۔ج ۲ص ۲۹۵

عبارت کا مفہوم وہی ہے جو اوپر ذکر کردہ عبارات اور روایات کا ہے۔

8۔علامہ علاؤالدین بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن نے اپنی تفسیر میں فرمایا:

قالوا ثم هلک قطفير عزيز مصر فی تلک الليالی فزوج الملک يوسف امرءة العزيز بعد هلاکه فلما دخل يوسف عليها قال لها اليس هذا خيرا مما كنت تريدين قالت له ايها الصديق لا تلمنی فانی كنت امرءة حسناء ناعمة كما تریٰ فی ملک و دنيا و كان صاحبی لاياتی النساء و كنت كما جعلک الله فی حسنک و هيئتک فغلبتنی نفسی و عصمک الله قالوا فوجدها يوسف عذراء فاصابها فولدت له ولدين ذكرين افرائيم و ميشا و هما ابنا يوسف منها۔ ج ۳ص ۲۸

علماء سیر اور ارباب تاریخ نے کہا ہے کہ معزولی کے بعد عزیز مصر قطفیر چند دنوں میں ہلاک ہوگیا تو اس کی بیوہ کا نکاح شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا جب یوسف علیہ السلام ان پر انکے کمرہ عروسی میں داخل ہوئے تو فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جس کا تو ارادہ رکھتی تھی تو اس نے عرض کیا اے بہت سچے

(محبوب اور نبی خداوند تعالٰی) مجھے ملامت کا نشانہ نہ بنایئے کیونکہ میں خوبصورت اور ناز ونعمت میں پلی عورت تھی اور ملک وسلطنت اور دولت دنیا کی مالکہ تھی اور میرا خاوند عورتوں سے مباشرت نہیں کرتا تھا (اور نہ اس قابل تھا) اور تم تھے حسن وجمال اور شکل وصورت میں اپنی مثال آپ جیسے کہ تمہیں اللہ تعالٰی نے بنایا تو مجھ پر میری نفسانی خواہشات غالب آ گئیں اور تمہیں اللہ تعالٰی نے اس گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رکھا۔

علمائے سیرت فرماتے ہیں کہ آپ نے انہیں باکرہ پایا اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم فرمائے تو اس نے آپ سے دو صاحبزادوں افرائیم اور میشا کو جنم دیا۔

9۔امام قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا؛

قیل توفی قطفیر فی تلک اللیالی فنصبه منصبه وزوج منه راعیل فوجدها عذراء وولدله منها افرائیم و مشا۔

10۔اس کے محشی حضرت علامہ شہاب اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں؛

قیل توفی الیٰ آخره و علیٰ الاول ظاهره انه جعله ملکا مکانه وقیل عزل قطفیر و جعله مکانه ولما کان من آذی جاره اور ثه الله داره و اور ثه الله منصبه وزوجته و تزوج راعیل علیٰ الفور بناء علی انه لم تکن العدة من دینهم وقال القرطبی انه بعد مدة طویلة۔ ج ۵ ص ۱۸۷

عزیز مصر کے وفات پانے کی صورت میں شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس جگہ ملک کا متولی بنا دیا اور بادشاہ اور کہا گیا ہے کہ قطفیر کو معزول کر کے آپ کو اس کی جابجا متعین کیا گیا (جس کا قدرتی سبب موجب یہ تھا) کہ اس نے اپنے پڑوسی اور وزیر اثر ہستی یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو ایذاء اور تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالٰی نے آپ کو

اس کے مکان کا وارث بھی بنا دیا اور اس کے منصب کا وارث بھی بنا دیا اور اس کی زوجہ کا بھی اور آپ نے فوری طور پر اسکی بیوی راعیل (زلیخا) کے ساتھ شادی فرمائی کیونکہ ان کی شریعت میں عدت کا گذرنا لازم اور ضروری نہیں تھا اور علامہ قرطبی نے فرمایا کہ ازدواجی معاملہ عرصہ بعد وقوع پذیر ہوا نہ کہ علی الفور اور عدت گذرنے سے قبل۔

11۔علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور آپ کو اس کی حالت زار کا مشاہدہ ہوا اور حالت کا دگرگوں ہونا تو ان پر ترس کھاتے ہوئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا میری تین حاجات ہیں۔

الاولیٰ والثانیۃ ان تسأل اللہ ان یرد علی بصری و شبابی و جمالی فانی بکیت علیک حتیٰ ذھب بصری و نحل جسمی فدعا لھا یوسف علیہ السلام فرد اللہ علیھا بصرھا و شبابھا و حسنھا (الیٰ) والحاجۃ الثالثۃ ان تزوجنی فسکت یوسف و اطرق راسہ زمانا فاتاہ جبرئیل وقال لہ یایوسف ربک یقرء ک السلام و یقول لک لا تبخل علیھا مما طلبت۔

کرما عجز زلیخارا چوں دیدیم | بتو عرض نیازش را شنیدیم
دلش از تیغ نومیدی نخستیم | بتو بالائے عرشش عقد بستیم

فتزوج بھا فانھا زوجتک فی الدنیا و الآخرۃ

چوں فرماں یافت یوسف از خداوند کہ بندد با زلیخا عقد و پیوند

بقانون خلیل و دین یعقوب براٰئین جمیل وصورت خوب

زلیخا را بعقد خود در آورد   بعقد خویش یکتا گوہر آورد

و نزلت علیه الملائکه تهنئة بزواجه بها و قالوا هناک الله بما اعطاک فهذا ما وعدک ربک وانت فی الجب فقال یوسف علیه السلام الحمد لله الذی انعم علی و احسن الی وهو ارحم الراحمین۔ تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۲۹۷

پہلی اور دوسری حاجت یہ ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے التجاء کرو وہ میری بینائی بحال فرمائے جو مکمل طور پر ضائع ہو چکی ہے اور میرا شباب اور حسن و جمال مجھ پر لوٹائے کیونکہ میں (تمہارے فراق میں) تم پر اتنا روئی کہ نور نگاہ بھی جاتا رہا اور جسم بھی نحیف و نزار ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کیلئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت ان پر لوٹا دی اور شباب و جوانی اور حسن و جمال بھی لوٹا دیا (الی) اور عرض کیا کہ تیسری حاجت اور مدعا و مطلوب یہ ہے کہ مجھے اپنی زوجیت میں قبول کرلو تو اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت اور خاموشی سے کام لیا اور سر اقدس کو نیچے جھکا لیا کچھ دیر کیلئے (گویا حکم خداوندی کے منتظر تھے) تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور عرض کیا اے یوسف تمہیں تمہارا رب کریم سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ زلیخا کا مقصد پورا کرنے اور امید بر لانے میں بخل سے کام نہ لیجئے کیونکہ

ہم نے زلیخا کے عجز و انکسار کو جب دیکھا

اور تمہاری خدمت میں اس کے عرض نیاز کو سماعت فرمایا

اس کے دل کو ناامیدی کی تلوار سے زخمی نہیں کیا

تمہارے ساتھ عرش اعظم پر اس کا عقد نکاح کر دیا ہے

لہٰذا اسے اپنی زوجیت میں قبول کرو کیونکہ (ہمارے عقد تزویج کے مطابق)

وہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہے۔

جب یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان حاصل کر

لیا کہ زلیخا کے ساتھ عقد نکاح اور پیوند وصلت باندھیں۔

دعا سلطان مصر و جمیع الاشراف و ضاف لهم

آپ نے سلطان مصر کو اور تمام اشراف کو دعوت دی اور انہیں اپنا مہمان بنایا۔

حضرت ابراہیم خلیل کی شریعت اور دین یعقوب علیہ السلام کے مطابق جمیل

آئین اور خوب تر انداز میں

زلیخا کو اپنے عقد زوجیت میں لائے اور اپنے عقد زوجیت میں یکتا گوہر اور

انوکھے جوہر کو لائے۔

اور ملائکہ آپ پر نازل ہوئے واسطے مبارکبادی کے اس کیساتھ ازدواجی

تعلق قائم کرنے پر اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کیلئے خوشگوار ٹھہرائے اس (ملک و

سلطنت اور اختیارات و تصرفات اور شان و شوکت اور اس شادی خانہ آبادی) کو۔ یہ

تھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو اس نے آپ سے اس وقت کیا تھا جبکہ تم کنوئیں میں تھے تو

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھ پر یہ انعام

اور احسان فرمایا اور وہ سب سے بڑا ہی رحمتوں والا ہے (تا)

وارسلت زلیخا الیٰ بیت الخلوۃ فاستقبلها الجواری بانواع

الحلی والحلل فتزینت بها فلما جن اللیل و دخل یوسف علیها قال

لها الیس هذا خیرا مما کنت تریدین فقالت ایها الصدیق لاتلمنی فانی کنت امرءة حسناء ناعمة فی ملک و دنیا و کان زوجی عنینا لا یصل الیٰ النساء و کنت کما جعلک الله فی صورتک الحسنة فغلبتنی نفسی

شکیبائی نبود از تو حد من بکش دامان عفو از بد من
زجری کز کمال عشق خیزد کجا معشوق با عاشق ستیزد

فلما بنیٰ بها یوسف وجدها عذراء واصابها وفک الخاتم

کلید حقه از یاقوت تر ساخت کشادش قفل در روے گوہر انداخت

فحملت من یوسف وولدت له ابنین فی بطن احدهما افرائیم والآخر میشا وکانا کالشمس والقمر فی الحسن والبهاء وباهیٰ الله بحسنهما ملائکة السموات السبع واحب یوسف زلیخا حبا شدیدا وتحول عشق زلیخا وحبها الاول الیه حتی لم یبق له بدونها قرار

چوں صدقش بود بیروں از نہایت در آخر کرد بر یوسف سرایت

وحول الله تعالیٰ عشق زلیخا المجازی الیٰ العشق الحقیقی فجعل میلها الیٰ الطاعة والعبادة و راودها یوسف یوما ففرت منه فتبعها وقد قمیصها من دبر فقالت فان قددت قمیصک من قبل فقد قددت قمیصی الآن فهذا بذاک

دریں کار از تفاوت بے ہراسیم بہ پیراہن دری را سا ہراسیم (الیٰ)
پس از عمرے کز ہر غم چشاندت بہ تریاق وصال من رساندت

زلیخا ہم بتوفیق الٰہی   نشستہ بر سریر پادشاہی
دراں خلوت سرای بود خرسند   بوصل یوسف وفضل خداوند

تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۲۹۷، ۲۹۸

حضرت زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خلوتخانہ خاص میں بھیجا گیا تو لونڈیوں اور نوجوان لڑکیوں نے ان کا زیورات اور پوشاکوں کیساتھ استقبال کیا (اور ان کی خدمت میں انہیں پیش کیا) چنانچہ اس نے ان کے ساتھ زیبائش وآرائش کا انتظام کیا جب رات کی تاریکی چھاگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام ان پر داخل ہوئے اور انہیں فرمایا کیا یہ صورت حال اس سے بدرجہا بہتر نہیں ہے جس کا تو ارادہ رکھتی تھی تو اس نے (معذرت خواہی کے طور پر عرض کیا) اے سچے اور مخلص ترین (نبی اور محبوب) مجھے ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں حسن وجمال کا پیکر تھی ناز ونعمت میں پل رہی تھی ملک وسلطنت بھی حاصل اور دولت دنیا کی بھی ریل پیل تھی اور میرا (سابق) خاوند نامرد تھا عورتوں سے مجامعت کرہی نہیں سکتا تھا اور آپ تھے اپنی صورت حسنہ میں (اپنی مثال آپ) جیسے کہ اللہ تعالی نے تمہیں سراپا حسن وجمال بنادیا لہذا میرا نفس مجھ پر غالب آگیا۔

آپ سے صبر کرنا اور دوری اختیار کرنا میرے بس میں نہیں تھا
لہذا میری کوتاہی پر دامن عفو سے پردہ داری کیجئے
وہ جرم وقصور جو عاشق سے کمال عشق کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے
(اس پر) معشوق عاشق کیساتھ کب جنگ وجدال کرتا ہے

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے ساتھ زفاف فرمایا تو ان کو باکرہ اور کنواری

پایا۔ آپ نے ان کیساتھ ہمبستری فرمائی اور مہر بکارت کو توڑا۔

اس بند ڈبیا کی چابی اپنے تروتازہ یاقوت (رنگ شرمگاہ) کو بنایا

اس ڈبیا کا قفل کھولا اور اس میں مادہ تولید والا گوہر داخل کیا

تو حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی مباشرت کے بعد حاملہ ہو گئیں اور ایک ہی بطن سے یکبارگی دو بیٹے ایک افرائیم اور دوسرے یشا کو جنم دیا اور وہ دونوں حسن و جمال اور چہروں کی آب و تاب کے لحاظ سے سورج اور چودھویں کے چاند کی مانند تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن و جمال (اور اپنی تخلیق کے شاہکاروں) کیساتھ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ پر فخر کا اظہار فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہو گئی اور حضرت زلیخا کا پہلا عشق اور جوش محبت آپ کی طرف منتقل ہو گیا حتیٰ کہ آپ کیلئے زلیخا کے بغیر سکون و قرار اور تسکین و دلجمعی کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ جب ان میں صدق و اخلاص حد و نہایت سے ماوراء تھا تو بالآخر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام میں سرایت کر لی (گویا بر سرش معشوق عاشق آمدہ) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت زلیخا کے حضرت یوسف علیہ السلام والے عشق مجازی کو (اپنی ذات پاک والے) عشق حقیقی میں تبدیل فرما دیا چنانچہ ان کے دل میں طاعت و عبادت کی رغبت کاملہ اور میلان شدید پیدا کر دیا اور ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنی خواہش کی تکمیل کی طرف مائل کرنا چاہا تو وہ (عبادت مولیٰ میں سارا وقت صرف کرنے کے جذبہ سے) بھاگ کھڑی ہوئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا تعاقب کیا تو ان کا کرتہ (شدت سے پکڑا تو وہ) پیچھے سے پھٹ گیا تو انہوں نے کہا اگر میں نے قبل

ازیں تمہارا کرتہ پھاڑا تھا تو اب تم نے میرا کرتہ پھاڑ دیا تو یہ شکستگی پیراہن اس شکستگی کا بدلہ بن گئی ہے۔ اس کام میں تفاوت و امتیاز سے ہم دونوں بے خوف و ہراس ہیں اور پیراہن (ایک دوسرے کا) چاک کرنے میں برابر ہیں (تا) زمانہ نے لمبی عمر تک تجھے غم کی زہر چکھانے کے بعد میرے وصال وملاپ والے تریاق تک رسائی بخشی ہے۔ زلیخا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بادشاہی کے تخت پر جلوہ گر ہوئیں۔ اس خلوت سرائے میں خوش وخرم (زندگی گذار رہی) تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے وصل اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کیساتھ۔

12۔ علامہ صاوی نے حاشیہ جلالین میں فرمایا؛

قوله زوجه امرئته ای بعد ان ذهب مالها و عمی بصرها من بکائها علیٰ یوسف فصارت تتکفف الناس و کان یوسف یرکب فی کل اسبوع فی موکب زهاء مائة الف من عظماء قومه فقیل لها لو تعرضت له لعله یسفعک بشئی فلما رکب فی موکبه قامت فنادت باعلیٰ صوتها سبحان من جعل الملوک عبیدا بمعصیتهم و جعل العبید ملوکا بطاعتهم فقال یوسف علیه السلام ماهٰذه فقدمت الیه فعرفها فرق لها وبکی بکاء شدیدا ثم دعاها للزواج و امرها بها فهیات ثم زفت الیه فقام یوسف یصلی ویدعو الله و قامت وراءه فسال الله تعالیٰ ان یعیدلها شبابها و جمالها و بصرها فرد الله علیها ذالک حتیٰ عادت احسن ما کانت یوم راودته اکراما له علیه السلام لما عف عن محارم الله فاصابها فاذا هی عذراء فعاشا فی ارغد عیش۔

روی ان اللہ القیٰ فی قلب یوسف محبتھا اضعاف ما کان فی قلبھا فقال ماشانک لاتحبینی کما کنت اول مرۃ فقالت لما ذقت محبۃ اللہ شغلنی ذالک عن کل شئی۔ تفسیر صاوی ج ۲ ص ۲۱۱

جلالین میں مذکور اس قول کہ ریان بن ولید شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کیساتھ عزیز مصر کی بیوہ کی شادی کردی کے تحت علامہ صاوی نے فرمایا یعنی بعد اس کے زلیخا کی دولت اور پونجی ختم ہوگئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے (فراق میں) رو رو کر اس کا نور نگاہ زائل ہو چکا اور وہ نابینا ہوگئی اور لوگوں کے سامنے کف سوال دراز کرتی رہتی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر ہفتہ میں تقریباً اپنی قوم کے لاکھ آدمی کے جلوس میں گھوڑے پر سوار ہو کر برآمد ہوتے تھے اور دیدار عام کراتے تھے (اور لوگوں کی فریادیں سنتے تھے اور حاجات پوری فرماتے تھے) تو زلیخا سے کہا گیا اگر تو بھی ان کی خدمت میں پیش (ہو کر اپنی مسکنت اور فقیری کا رونا روئے) تو امید ہے کہ وہ تجھے بھی کچھ عطا کر کے تیری حاجت پوری کردیں۔ جب آپ سوار ہو کر اس جلوس میں برآمد ہوئے تو اس نے بلند آواز سے راہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا؛

پاک ہے وہ ذات جس نے ملوک وسلاطین کو ان کی معصیت کی وجہ سے غلام بنادیا اور غلاموں کو ان کی اطاعت گذاری کی وجہ سے بادشاہ بنادیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ تو ان کو آپ کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے اسے پہچان لیا تو آپ کا دل بھر آیا اور زار و قطار روئے۔ پھر انہیں ازدواجی تعلق قائم کرنے کی پیشکش کی اور ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کو بنایا سنوارا جائے اور زیبائش و آرائش کا بندوبست کیا جائے پھر انہیں آپ کی خدمت میں پہنچایا گیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نماز پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے اور حضرت زلیخا آپ کے پس پشت کھڑی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ سے آپ نے یہ سوال کیا کہ زلیخا پر اس کے حسن و جمال اور جوانی و شباب کو لوٹا دے اور اس کا نور نگاہ بھی اس پر لوٹا دے (تو ان کی دعا و التجا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے اس پر حسن و جمال اور شباب اور نور نگاہ بھی لوٹا دیا حتیٰ کہ وہ اس سے بھی زیادہ حسین و جمیل بن گئیں جس قدر کہ اس وقت حسن و جمال کا پیکر تھیں جبکہ آپ کو لبھانے اور اپنی طرف مائل و راغب کرنے کا پروگرام بنایا تھا آپ کی عزت و تکریم کی خاطر جبکہ آپ نے حرام افعال کے ارتکاب سے عفت و پاکدامنی اختیار فرمائی تو آپ نے ان سے مباشرت فرمائی تو ناگاہ وہ باکرہ اور کنواری تھیں تو دونوں بہت ہی راحت و سکون میں زندگی گذارنے لگے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں اس سے بھی کئی گنا زیادہ محبت ڈال دی جتنی کہ حضرت زلیخا کے دل میں آپ کی محبت تھی تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تو میرے ساتھ اس طرح کی محبت نہیں رکھتی جتنی کہ پہلی دفعہ رکھتی تھی تو انہوں نے عرض کیا جب اللہ تعالیٰ کی محبت (کی لذت اور چاشنی) چکھی ہے تو اس نے دوسری تمام اشیاء سے مجھے اپنی طرف مشغول اور مصروف کر لیا ہے۔

الغرض ان مفسرین کرام کے علاوہ صاحب کشاف نے اپنی معروف زمانہ تفسیر میں اور تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۴۳۳، تفسیر ابن ابی حاتم رازی ج ۷ ص ۲۱۶۱، تفسیر زاد المسیر للامام ابن جوزی ج ۳ ص ۲۴۴ وغیرہ وغیرہ میں یہ تصریحات موجود ہیں۔

13۔ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ نے مستقل کتاب اس موضوع پر تصنیف فرمائی جو عرصہ دراز تک درس نظامی کے کورس میں داخل نصاب رہی ہے اور طلباء کرام کو سبقاً پڑھائی جاتی رہی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حضرت زلیخا کا نکاح فرمانا اوران سے آپ کا زفاف فرمانا اوران کو عزیز مصر کے نامرد ہونے کی وجہ سے باکرہ پانا مفصل طور پر بیان فرمایا اور عنوان یہ قائم فرمایا ہے ''**نکاح بستن یوسف بازلیخا بفرمان خدائے تعالیٰ و جل شانه و زفاف کردن بااو**'' اور ظاہر ہے کہ اگر نہ اللہ تعالی نے اجازت بخشی اور نہ اللہ تعالی کے حکم سے یہ نکاح ہوا تو یہ اللہ تعالی پر بہتان بن جائیگا اور جو نبی مکرم ﷺ پر جھوٹ باندھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے تو جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھے اس کا حال کیا ہوگا؟ تو کیا حضرت جامی علیہ الرحمہ جیسے صوفی باصفا اور فاضل وعلامہ پر اس طرح کی اللہ رب العزت کے حق میں بہتان تراشی کی توقع کی جاسکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

منشاء غلط:

رہا امرۃ العزیز سے استدلال کہ قرآن مجید نے زلیخا کو امرۃ العزیز سے تعبیر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ایک وقت میں وہ عزیز مصر کی بیوی تھی لہذا یہ تعبیر درست ہوگئی اس سے جس طرح پیدا ہوتے ہی انکا عزیز کی بیوی ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح تادم مرگ اور تازیست بھی عزیز مصر کی بیوی ہونا لازم نہیں آتا گویا یہاں قضیہ مطلقہ والی صورت ہوگی نہ کہ دائمہ مطلقہ والی۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالی نے بوقت تنزیل قرآن حضرت زلیخا کو امرۃ العزیز قرار نہیں دیا بلکہ زنان مصر کا قول نقل

فرمایا ہے کہ انہوں نے زلیخا کی مراودت اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دامن بچا کر بھاگنے کا معاملہ سنا تو زلیخا کے خلاف تبصرہ کرتے ہوئے کہا! امرء ۃ العزیز تراود فتاھا عن نفسہ قد شغفھا حبا انا لنراھا فی ضلال مبین ۔عزیز مصر کی بیوی اپنے جوان غلام کو ورغلاتی ہے اس کے دل میں غلام کی محبت گھر کر گئی ہے ہم اسے کھلی گمراہی میں غرق دیکھتی ہیں۔تو جب وہ عورتیں یہ تبصرے کر رہی تھیں عزیز مصر زندہ بھی تھا اور زلیخا اسکی بیوی بھی تھی نہ کہ نزول قرآن کے وقت وہ عزیز کی بیوی تھی اور ہمارا نظریہ یہ ہے کہ عزیز مصر کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا نہ کہ اسکی بیوی کا بحیثیت بیوی ہونے کے۔فتامل حق التامل

عجیبہ: جن حضرات نے قرآن مجید کی اتنی لمبی چوڑی تفاسیر تحریر فرمائی ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا سے نکاح فرمانا اور آپ کی ان سے اولاد پیدا ہونا بیان فرمایا ہے کیا انہیں یہ الفاظ قرآن مجید میں نظر نہیں آتے تھے یا ان کا ترجمہ اور مفہوم ومقصود سمجھ نہیں آیا تھا؟ یا ان کے نزدیک عورت کے بیوہ ہونے کے بعد دوسری جگہ شادی کرنا اس کیلئے جائز ہی نہیں تھا جس طرح ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابد اتمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم رسول معظم ﷺ کے بعد ان کی ازواج مطہرات کیساتھ نکاح کرو کبھی بھی۔کون عقلمند مسلمان بلکہ انسان عزیز مصر کی بیوہ کے متعلق اس طرح کا وہم اور گمان بھی کر سکتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

باکرہ اور کنواری تھیں باقی سب کی شادیاں ہو چکی تھیں اور بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد
اور عدت گذرنے پر آپ نے ان سے شادیاں فرمائیں۔
سید ہجویر مخدوم امم حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری فرماتے ہیں؛

الصحبۃ مع آدابہا واحکامہا

چوں یوسف علیہ السلام بیعقوب علیہ السلام رسید و خداوند تعالیٰ اورا وصال کرامت کرد زلیخا را جوان گردانیدہ و بایمان راہ نمود و بزنی یوسف داد یوسف قصد وے کرد زلیخا از و بگریخت گفت اے زلیخا من آں دلبر ہائے توام از من چرا میگریزی مگر دوستیٔ من از دلت پاک شدہ گفت لا واللہ کہ دوستی زیادت است اما من پیوستہ آداب حضرت معبود خود نگاہ داشتہ ام ۔ کشف المحجوب ص ۲۹۲

جب یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام (کے مصر تشریف لانے پر) تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ انکو آپکے وصل کی عزت و کرامت سے معزز اور مکرم ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے زلیخا کو جوانی اور شباب سے بہرہ ور کر دیا اور دولت ایمان (کے حصول کی) راہ دکھلائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجہ بنا دیا حضرت یوسف علیہ السلام نے انکا قصد وارادہ کیا تو زلیخا ان سے بھاگ نکلیں۔ آپ نے فرمایا اے زلیخا میں وہی تیرا دلربا اور محبوب ہوں مجھ سے گریزاں کیوں ہے اور مواصلت سے گریز کیوں کرتی ہے۔ شاید میری دوستی اور محبت تیرے دل سے زائل ہو چکی ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں

بخدا آپ کی محبت والفت (پہلے کی نسبت) زیادہ ہے البتہ میں اپنے معبود کی بارگاہ کے آداب کو ہمیشہ مد نظر رکھتی ہوں (معبود باطل ہو یا برحق ہو)۔

آنروز که باتو خلوت کردم معبود من بتے بود وے ہرگز ندیدے فاما بحکم آنکه اورا دو چشم بے دیدار بود چیزے بر آں بود چیزے برآں پوشیدم تا تہمت بے ادبی از من برخیزد اکنوں من معبودے دارم که بینا است بے معلت و آرت و بہر صفت که باشم مرا می بیند نخواہم که تارك الادب باشم ۔ص ۲۹۳

جس دن تمہارے ساتھ خلوت گزیں ہوئی اس وقت میرا معبود بت تھا جو ہرگز نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود کہ اس کی دونوں آنکھیں دیدار کے قابل نہیں تھیں تو میں نے اس پر (پردہ ڈال کر اسکو) ڈھانپ دیا تا کہ بے ادبی اور بے حیائی والی تہمت مجھ سے دور ہو جائے اب میرا معبود برحق معبود ہے جو آنکھ کے ڈھیلے اور آلہ کے بغیر دیکھنے والا ہے اور میں جس حال میں بھی ہوں مجھے دیکھتا ہے تو میں نہیں چاہتی کہ اس بارگاہ کے ادب واحترام کی تارک ہوں۔

اقول: آپ عظیم المرتبت ولی ہیں بلکہ بے شمار اولیاء کرام کے ملجا وماویٰ ہیں۔ مرقد او پیر سنجر را حرم کا اعزاز آپ کو حاصل ہے اور آپ حضرت زلیخا کے ایمان وایقان اور بارگاہ خداوند تعالیٰ کے کمال ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کے بھی قائل ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہونے کے بھی قائل ومعترف ہیں تو علمائے ظاہر اور علمائے باطن اور ارباب شریعت اور اصحاب طریقت وحقیقت کی ان تصریحات کے باوجود کسی ناخواندہ اور جاہل ملا کا ان کو مطعون اور متہم ٹھہرانا گمراہ

نبوت اور اہل بیت نبوت کی توہین وتحقیر ہونے کی وجہ سے اپنے دین وایمان کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ہے کیونکہ آپ کی توہین وتحقیر عظیم المرتبت پیغمبر اور کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم نبی کیلئے ایذاء رسانی اور رنج والم سے دوچار کرنے کا موجب ہے اور ان کی ایذاء وتکلیف اللہ تعالیٰ کی ایذاء وتکلیف ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایذاء وتکلیف پہنچانے والے کا ٹھکانہ دوزخ ہے کما قال ﷺ من آذانی اٰذی اللہ فیوشک ان یاخذہ جو اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قہر وغضب اور عذاب وعتاب کا نشانہ بنائے۔ نعوذ باللہ من ذالک

الزام واتہام:

رہا یہ بہتان کہ وہ زانیہ اور فاحشہ تھی تو قرآن مجید سے صرف اور صرف ان کا ارادہ اس فعل پر ثابت ہوتا ہے نہ تو عملی طور پر اس گناہ کا صادر ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی دوسرے شخص سے ان کا ایسا غلط قسم کا تعلق ثابت ہوتا ہے بلکہ سارے مفسرین یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد ان کا باکرہ ہونا بیان فرمارہے ہیں تو فاحشہ اور زانیہ کا باکرہ ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے؟

بلکہ عزیز مصر کی طرف سے بھی نکاح کی صورت میں ان کیساتھ جماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرآن مجید سے بھی اس کے عنین اور نامرد ہونے کا اشارہ ملتا ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لانے پر اس نے زلیخا سے کہا تھا: اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا اس کو باعزت ٹھکانہ دیجئے امید ہے کہ ہمیں نفع دیگا یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔ اگر خود اس کو اپنی قوت مردی پر اعتماد ہوتا اور زلیخا سے اولاد پیدا

ہونے کی توقع ہوتی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بیٹا اور متبنیٰ بنانے کا کیوں سوچتا؟

الغرض جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف اور صرف اس فعل کا ارادہ ہے اور محض ارادہ پر کسی کو زانی کا اور فاسق وفاجر کا الزام دینا قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔ زانی کنوارے کی سزا سو کوڑا ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم اور سنگساری ہے تو کیا ایسے ارادہ کی بنا پر کسی پر یہ حد لگ سکتی ہے؟ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو ایسے الفاظ استعمال کرنے والا خود مجرم ہے اور بہتان تراش اور حد قذف یعنی اسی کوڑے لگائے جانے کا مستحق ہے۔

علی الخصوص جب ان اکابر علمائے کرام اور مفسرین عظام کے ارشادات کے مطابق ان کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کیساتھ ثابت ہے تو پیغمبر کی زوجہ کے متعلق اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا مزید سنگین جرم بن جائیگا اور دین وایمان تباہ کرنے کا موجب لہٰذا اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اول تو ان کو آپ کی زوجہ تسلیم کرنا چاہیے جیسے کہ ان اکابرین نے فرمایا یا پھر سکوت اور توقف سے کام لینا چاہیے۔

علامہ آلوسی کے ارشادات سے بلا جواز تمسک اور استدلال:

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر علیہ الرحمہ والی ابن اسحاق سے مروی روایت بھی ذکر کی ہے اور حکیم ترمذی کی روایت کردہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ والی روایت بھی نقل کی ہے اور ان کے دوبارہ جوان ہو جانے والی اور باکرہ بن جانے والی روایت کا بھی قصاص کے ہاں معروف ومشہور ہونا ذکر کیا ہے جس پر ھذا مما لا اصل لہ کا حکم لگایا اور آپ کی حضرت زلیخا کے ساتھ شادی ہونے اور اولاد

پیدا ہونے والی روایات کے متعلق کہا: خبر تزوجها ایضا مما لا یعول عند المحدثین محدثین کے نزدیک یہ بھی قابل اعتماد اور لائق وثوق واعتبار نہیں ہے لیکن ساتھ ہی اگر آپ کی شادی کا ثابت ہونا فرض کرلیں اور تسلیم کرلیں تو حکیم ترمذی کی بیان کردہ روایت کے مطابق یہ تزویج اور عقد نکاح آپ کے شاہ مصر کی طرف سے خزائن مصر پر امین اور محافظ ونگران بنائے جانے کے بعد یہ عقد و پیوند اور نکاح وشادی وقوع پذیر ہوئی نہ کہ اس سے قبل۔

اقول: 1۔ علامہ آلوسی صاحب نے اس عقد کو از روئے عقل باطل نہیں ٹھہرایا جیسے کہ بیباک اور جسور لوگ دعویٰ کرتے ہیں اور زلیخا کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور مطعون ومتہم ٹھہراتے ہیں لہٰذا ان منکرین کے ایسے دعوؤں کی تائید وتصدیق علامہ آلوسی کے قول سے ہرگز نہیں ہوتی۔

2۔ زیادہ سے زیادہ علامہ آلوسی کے کلام سے ان روایات کا صحیح اور قابل وثوق ہونا ثابت نہیں ہے حالانکہ اس کے معارض اور مقابل کوئی صحیح اور قوی روایت بھی موجود نہیں ہے اور نہ کسی مفسر اور محدث نے ذکر فرمائی ہے تو پھر ان روایات کو اور اس کے راویوں کو اور نقل کرنے والے علماء کرام کے ارشادات کو رد کرنے اور ان کو کاذب ٹھہرانے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس نقل پر اعتبار اور اعتماد کی وجہ جواز واضح ہے۔

3۔ علامہ موصوف نے حکیم ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت کا محمل متعین کرنے اور وقت تزویج بیان کرنے پر زور دیا ہے اور دیگر علمائے اعلام نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ عزیز مصر کی معزولی پھر اس کی وفات کے بعد اور آپ کے اس کا منصب سنبھالنے کے بعد

حضرت زلیخا کے ساتھ آپ کا عقد تزویج ہوا لہٰذا علامہ موصوف کے ارشاد اور ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کے اقوال ونظریات میں بہت بڑا فرق ہے اور زمین وآسمان کی دوری ہے۔

لطیفہ: مولوی احمد شاہ صاحب چوکیروی دیوبندی حضرت زلیخا کے نکاح کے منکر تھے اور اسی طرح کے شبہات پیش کرتے تھے تو حضرت خواجہ غلام سدید الدین صاحب معظّمی علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا اے احمد شاہ تو اس نکاح کے عدم ثبوت کا قائل ہے یا ثبوت عدم نکاح کا۔ پہلی صورت میں تیرے عدم علم سے اس نکاح کا عدم کیسے ثابت ہو گیا؟ جہاں میں کتنی چیزیں موجود اور وقوع پذیر ہو چکی ہیں لیکن تجھے ان کا علم نہیں ہے تو تیرے ہاں عدم ثبوت نکاح سے نکاح کا وقوع پذیر نہ ہونا کیسے لازم آ گیا اور دوسری صورت میں کوئی دلیل پیش کر جس سے عدم وقوع قطعی طور پر ثابت ہو جائے۔ قرآن وحدیث میں ایسی تصریح موجود نہیں ہے اور علمائے اعلام اور اکابرین مفسرین اس کے قائل اور معترف ہیں اور محض ارادہ گناہ سے اس گناہ کا حکم لازم نہیں آتا تو اس کو زانیہ قرار دیکر نبی معصوم کے حق میں اس کو حرام ٹھہرانے اور ارشاد باری تعالیٰ الزانیۃ لاینکحھا الازان او مشرک کو یہاں منطبق ٹھہرانے کا کیا جواز ہے تو شاہ جی کا منہ گریبان سے جا لگا اور مکمل خاموشی کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

تنبیہ نبیہ: اگر مشرک شرک سے اور کافر کفر سے توبہ کرلے اور زنا کار زنا سے توبہ کرلے تو اس کو پھر بھی شرک وکفر اور زنا کار کے طعن وتشنیع کا ہدف بنانا شریعت میں قطعاً

درست نہیں ہے اور حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے سابقہ عقیدہ کفر سے بھی توبہ کر لی تھی اور اس ارادہ گناہ والی غلطی اور کوتاہی سے توبہ بھی کر لی تھی تو پھر ان کو معاف نہ کرنا اور ایسے الزامات واتہامات کا ہدف بنائے رکھنا بہت بڑی زیادتی اور تحکم وسینہ زوری ہے۔

حضرت زلیخا کی توبہ سابقہ شرکیہ عقیدہ سے

اور ارادہ معصیت سے

حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب زلیخا فقر و فاقہ اور غربت و افلاس میں حد نہایت کو پہنچ گئی اور گداگری تک نوبت پہنچ گئی اور کوئی اس کا فریادرس اور غمخوار نہ رہا تو اپنے باطل معبود کو توڑا اور اس سے کفر وانکار کیا فاقبلت یوما علیٰ صنمها الذی کانت تعبده و لا تفارقه وقالت له تباً لک ولمن یسجد لک اما ترحم کبری و عمای و فقری و ضعفی فی قوای فانا الیوم کافرة بک۔

بگفت ایں رابزد بر سنگ خارہ	خلیل آسا شکستش پارہ پارہ
تضرع کرد رو بر خاک مالید	بدرگاہ خدائے پاک نالید
اگر رو در بت آوردم خدایا	بآں بر خود جفا کردم خدایا
بلطف خود جفائے من بیامرز	خطا کردم خطائے من بیامرز (تا)

فآمنت برب یوسف و صارت تذکر اللہ صباحا و مساء۔تفسیر

روح البیان ج ۴ ص ۲۹۸

تو ایک دن وہ اپنے اس بت کی طرف متوجہ ہوئی جس کی پوجا کیا کرتی تھی اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی تھی اور کہا ہلاکت ہو تیرے لئے اور تجھے سجدے کرنے والوں کیلئے کیا تو میرے بڑھاپے اور اندھے پن پر اور میرے فقر وفاقہ اور قوائے بدنیہ کی کمزوری اور لاغری پر رحم نہیں کھاتا لہذا میں آج کے دن سے تیرے ساتھ کفر کرنیوالی ہوں۔

یہ کلمات زبان سے کہے اور سخت پتھر پر اسے دے مارا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کو پارہ پارہ کر دیا۔

زاری کی اور اپنا چہرہ روئے زمین پر رکھا اور خاک پر ملا اور خدائے پاک کی درگاہ والا میں نالہ و فریاد کی۔

اگر میں نے اے خدائے بزرگ و برتر بت کی طرف توجہ عبادت کیلئے کی تو میں نے اس سبب سے اپنے آپ پر ظلم کیا۔

اپنے لطف و کرم سے میری جفا اور ظلم و تعدی کو بخش دے میں نے خطا اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس کو معاف فرمادے۔(ت)

پس حضرت یوسف علیہ السلام کے رب تبارک وتعالیٰ پر ایمان لے آئی اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگ گئی اور سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایمان و اسلام پہلے تمام گناہوں اور آثام کو زائل اور ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ نے یہ عنوان قائم فرمایا'' گرفتن زلیخا یوسف

را والتفات یافتن و ایمان آوردن زلیخا" یعنی زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے دامن کو تھامنا اور ان کی نظر التفات حاصل کرنا اور ایمان لانا۔

اور اشعار میں وہی تفصیل درج فرمائی ہے جس کی طرف علامہ اسماعیل حقی کی عبارت میں اشارہ موجود ہے اور فارسی اشعار جو علامہ حقی نے ذکر کیے ہیں یہ حضرت جامی کا ہی نتیجہ فکر ہیں۔

الغرض ایسے ایسے علمائے اعلام اور مقتدایان انام کی طرف سے اس قسم کی تصریحات کا ملاحظہ و مشاہدہ کرنے کے بعد محض عقلی اور وہمی و خیالی ڈھکوسلوں کی بنیاد پر اس نکاح اور عقد تزویج کا انکار کرنا قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ بغیر کسی مضبوط اساس کے یہ اکابرین اس طرح کا دعویٰ کیسے کر سکتے تھے۔ ھذا ماعندی واللہ ورسولہ اعلم فصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیٰ حبیبہ و محبوبہ سید خلقہ و سید المحبوبین و جمیع الانبیاء والمرسلین و علیٰ اٰلہ الطیبین واصحابہ الطاهرین والتابعین لهم بالاحسان الیٰ یوم الدین۔

انا العبد المفتقر الیٰ اللہ الغنی

ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی عفر اللہ لہ ذنبہ الجلی والخفی

تاثرات

حضرت علامہ مولانا مفتی الٰہی بخش ساجد البار وی صاحب مدظلہ

جامعہ عربیہ غوث الاسلام

متصل جامع مسجد پرانی عیدگاہ جھنگ صدر

0300-7502685

حضور ﷺ کا حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق یہ فرمان عالیشان ہے کہ وہ (حضرت یوسف) علیہ السلام کریم ابن کریم ہیں۔ اس خوب صورت لقب کے بعد آپ کی ذات کے حوالے سے ایسی ویسی بات کرنا جیسا کہ سوال میں درج ہے اللہ تعالیٰ کے نبیوں سے محبت سے منافی ہی نہیں بلکہ سلب ایمان کا سبب بھی ہے۔

حضرت قبلہ محترم المقام استاذ الاساتذہ وشیخ الحدیث علامہ محمد اشرف صاحب دام ظلہ علیٰ رأسنا کا جواب صرف تسلی بخش ہی نہیں بلکہ جلاء ایمان کا موجب بھی ہے۔

اللہ کریم آپ کی عمر میں برکتیں نازل فرمائیں اور آپ کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے اس تحریر کو عمل کے بعد نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ نبی الامین

احقر الناس الٰہی بخش بقلم خود

تاثرات

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رشید تونسوی صاحب زیدہ مجدہ

جامعہ مدنیہ غوثیہ کمپنی باغ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ اصحابہ اجمعین اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے کہ کامیابی اور ترقی کے راستے اسی قوم پر کشادہ فرماتا ہے جو وقت کے مسائل کو سمجھتے ہیں اور اردگرد سے پیدا ہونیوالے فتنوں و مخصوص نظریات کے حامل افراد کی نئی پیدا کردہ سازشوں پر ہر وقت نظر رکھتے ہیں اور ان کے تقاضوں کے مطابق ان کے سدباب کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر دیتے ہیں اور ان کے تدارک کیلئے اپنی مال و دولت صرف کرنے میں سعادت سمجھتے ہیں اور عقائد اور نظریات کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا اپنی تحریرات اور تقریرات کے ذریعے سے مدلل اور مسکت جواب فراہم کرتے ہیں اور قوم و ملت کی تربیت اور صحیح عقائد اور نیک اعمال کی طرف راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ ایسے منتخب اور برگزیدہ شخصیات میں سے اس دور کے محقق اور شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء، محسن اہلسنت، ابوالحسنات علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب ہیں جنہوں نے ساری زندگی درس و تدریس قال اللہ جل شانہ اور قال الرسول ﷺ میں بسر کر دی ہے۔ نئے نئے پیدا ہونیوالے مسائل میں عوام اور خواص کی

راہنمائی فرمائی ہے اور اہلسنت پر ہونیوالے حملوں کا دیدہ دلیری سے مقابلہ کیا ہے اور سوالات اور اعتراضات کا شافی جواب مہیا فرمایا ہے اور حسب سابق پیش نظر رسالہ ''حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے حضرت زلیخا رحمہا اللہ کیساتھ عقد نکاح کی تحقیق'' کو معتبر تفاسیر اور سیرت اور تاریخ کی کتابوں اور بزرگان دین کے اقوال اور مستند حوالوں سے مزین کر کے مخالفین کا منہ توڑ جواب دیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہونے کا حق ادا کر دیا ہے جس سے انکا محب انبیاء ہونا اور عظمت انبیاء کا پاسبان ہونا ظاہر ہوتا ہے اور مخالف نے زلیخا کو (جس کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی ہونا روز روشن کی طرح واضح کر دیا گیا ہے) بدکار اور فاحشہ کہہ کر اپنی آخرت خراب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ شیخ الحدیث کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر دنیا و آخرت میں بے شمار اجر و ثواب عطا فرمائے۔

بندۂ ناچیز محمد رشید تونسوی غفرلہ

خادم مدرسہ مدنیہ غوثیہ رجسٹرڈ کمپنی باغ سرگودھا

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ 12 جولائی 2011ء

تاثرات

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی صاحب مدظلہ

دارالعلوم غوثیہ رضویہ لاری اڈا سرگودھا

0306-6730997

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ رب العالمین الذی جعل الانبیاء والمرسلین معصوما والاولیاء الصالحین محفوظا والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المعصومین و علیٰ آلہ واصحابہ و اتباعہ الیٰ یوم الدین اجمعین امابعد۔ بندہ نے حضرت استاذ العلماء، شیخ شیوخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد مأتہ حاضرہ، حضرت علامہ زماں محمد اشرف صاحب سیالوی دام ظلہ العالی کا وہ مجالہ جو آپ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح کے بارے پوچھے گئے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا اور عقلی ونقلی دلائل کے انبار لگا دیے اور وہ داد تحقیق دی جو آپ ہی کا حصہ ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

مجھے تو اس سوال نے کہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا سے نکاح ثابت ہے؟ ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا کسی مسلمان سے اتنی کمینگی متصور ہو سکتی ہے کہ جن پاکیزہ طینت ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنایا اور انکو گناہوں سے معصوم پیدا فرمایا انکے بارے میں کوئی مسلمان ایسی بازاری اور

گھٹیا زبان استعمال کرے جو قطعاً وہ اپنے لئے پسند نہ کریگا بلکہ اگر کوئی اس جیسا منہ زور یہ بات اس کے متعلق کرے تو لال پیلا ہو جائیگا معاذ اللہ اللہ کے نبی کے بارے اسکی سوچ اپنے سے بھی کم درجہ تک پہنچ چکی ہے استغفر اللہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر اور ان کے حرم کے بارے ایسے ناپاک الفاظ کی نسبت جو سوال میں مذکور ہے یہ بہت بڑی جسارت ہے اور اللہ تعالٰی کے نبی کو عیب لگاتا ہے۔ جس شخص نے آپ کو اتنا بڑا عیب لگایا ہے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس پر توبہ، تجدید ایمان، تجدید نکاح فرض ہے کیونکہ نبی کی توہین ہے اور نبی کی توہین کفر ہے۔

دلائل کے اعتبار سے آپ نے ثابت فرما دیا ہے کہ آپ کا نکاح کثیر دلائل سے ثابت ہے جو آپ نے اس مختصر تحریر میں بیان فرمائے ہیں۔ حقائق کا موجود ہونا یہ الگ بات ہے اور ان کو دلائل سے ثابت کرنا الگ بات ہے۔ بالفرض اگر کسی حقیقت کو ثابت کرنیکے دلائل موجود نہ بھی ہوں تو حقیقت یقیناً ثابت ہوتی ہے اگر کمزوری ہے تو مثبت کے علم میں ہے۔

وہ سائل اگر غور کرتا تو یہ مسئلہ اس کے گھر سے بھی ثابت ہے۔ اتنا اوپر جانے کی ضرورت ہی نہیں مثلاً اسی سائل سے کوئی شخص کہے کہ میں تیرے باپ اور دادا کے نکاح کا منکر ہوں اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں تو اسے لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور وہ اتنا قریب کا نکاح دلائل سے ثابت نہ کر سکے گا تو کوئی اس جیسا منہ زور یہ کہنا شروع کردے کہ چونکہ تو دلائل سے اپنے باپ اور دادا کا نکاح ثابت نہیں کر سکا لہٰذا اکی تمام اولاد حرام کی پیداوار ہے۔ تو کیا اسکا یہ کہنا ٹھیک ہوگا؟ قطعاً غلط ہے کیونکہ عدم ثبوت عدم نہیں ہوتا تو ثابت نہ کر سکنا یہ مثبت کے علم کی کمی

سے ہے تو یہاں اگر بالفرض دلیل نہ بھی ہوتی تو یہ صرف عدم علم ہے اور عدم علم علم عدم نہیں ہوتا تو نکاح ثابت نہ ہونے کا کیسے یقین آ سکتا ہے۔ انسانی تاریخ کی ہزار ہا حقیقتیں ہمارے علم میں نہیں تو کیا وہ اپنے اپنے زمانے میں بطور حقیقت موجود نہ تھیں یقیناً موجود تھیں لیکن ہم تک ان کے دلائل نہ پہنچے یا ہماری انکے دلائل تک رسائی نہ ہو سکی تو یہ کمزوری ہماری ہے کہ ہمارا علم ناقص ہے نہ کہ وہ حقائق موجود نہ تھے۔

ظلم تو یہ ہے جہلاء اپنی کمزوری دوسرے کے سر تھوپتے ہیں اور الزام تراشیوں پر اتر آتے ہیں اور الزام بھی ان پاکباز بندوں پر دھرتے ہیں جن کی وجہ سے اپنی عاقبت برباد کر ڈالتے ہیں اعاذنا اللہ منہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہلاکتوں سے محفوظ فرمائے اور اپنے پیاروں کا پیار اور ادب عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور شیخ الحدیث، شیخ الاسلام والمسلمین کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر ہمارے سروں کا تاج بنائے تاکہ علوم وفنون کے موتی لٹاتے رہیں اور ہمیں انکے فیوضات سے بہرہ ور ہونیکی توفیق مرحمت فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپکی اولاد میں تا قیامت یہ چشمۂ فیض جاری وساری فرمائے۔ اس کریم کے کرم سے کچھ بھی بعید نہیں۔ اے میرے کریم تو ایسے ہی کر بجاہ سید المرسلین ﷺ آمین یارب العالمین۔

باادب بانصیب، بےادب بےنصیب۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

احقر العباد ابوالابرار محمد فضل رسول سیالوی

بدھ ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

13 جولائی 2011ء

اہل ذوق حضرات کیلئے عظیم **خوشخبری**

حضرت سید الشہداء اسد اللہ و اسد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک

اور

فضائل و خصائص اور کرامات و اختصاصات

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر اشرف العلماء

علامہ ابوالحسنات **محمد اشرف سیالوی** مدظلہ

عنقریب چھپ کر منظر عام پر آنیوالی ہے۔